(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

A Research Analysis of Martial Laws in Arab Society Before Islam

قبل ازاسلام عرب سماج کے فوجداری قوانین کا تحقیقی جائزہ

Dr. Samiullah
Dr. Wali Zaman
Dr. Zeeshan
Lecturer Cadet Collge Spinkai (SWTD)
Associate Professor GDC Ghoriwala Bannu
Lecturer HITEC University Taxila Cantt

Abstract

The article "Analytical Study of Criminal Laws of Arab Society" provides a comprehensive examination of the evolution of criminal laws in Arab society, emphasizing the transition from pre-Islamic practices to the reforms introduced by Islam. Here are some key points and themes derived from the article. Pre-Islamic Justice System. The pre-Islamic era is depicted as having a subjective and flawed justice system.Practices such as Qisas are highlighted, where revenge targeted influential family members rather than the actual wrongdoer. Various punishments existed, and some courageous acts, like stealing from opponents, went unpunished. Islam is portrayed as a comprehensive and moderate religion, offering eternal guidance for humanity.The focus is on the reforms introduced by Islam in the realm of criminal justice. Islamic Guidelines. Islam is said to introduce detailed guidelines addressing limitations, retribution, and unspecified offenses. The guidelines aim to prioritize humanity and eliminate discrimination based on factors such as nepotism, race, strength, and wealth. Categorization of Punishments. Punishments are categorized into limitation-based offenses (e.g., fornication, robbery), retribution-based offenses (e.g., intentional murder), and unspecified offenses that are not explicitly addressed in Sharia law.Islam's criminal justice system is described as striving to uphold justice and eliminate disparities in the treatment of different groups within society. The emphasis is on the importance of fairness, regardless of factors such as family connections, race, physical strength, or financial status. Shortcomings of Pre-Islamic Practices.The article underscores the shortcomings of the pre-Islamic justice system, pointing out its subjective nature and the potential for injustice, especially in cases like revenge. Islam's efforts to establish a just and equitable criminal justice framework are highlighted, suggesting a move towards a more objective and humane system. In summary, the article appears to provide a nuanced analysis of the criminal justice system in Arab society, tracing its evolution from pre-Islamic practices to the reforms introduced by Islam. It underscores the shortcomings of the former and emphasizes Islam's commitment to justice, equality, and humanity in its approach to criminal laws.

Keyword- Analysis of Martial Laws in Arab Society Before Islam

قبل ازاسلام، عرب سماج میں فوجداری نظام رائج تھا جس کو "الجاھلیہ" یا "جاہلیہ" کہا جاتا ہے۔ یہ دور قریشی قبائل کی حکومتیں اور فوجی امور پر مبنی تھا۔ اس دوران عربی قبائل مختلف آپس میں جدوجہد اور جنگیں کرتی تھیں اور فوجداری نظام ان جدوجہدوں کو حل کرنے کے لئے اہم ثابت ہوتا تھا۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

جاہلیہ کے دوران، فوجداری نظام کے تحت حکومتیں قبائل کے رہنماؤں (شیوخ) کے زیرِاہتمام ہوتی تھیں جو اپنی قوتوں کو مضبوط رکھنے اور دشمنوں کے خلاف حفاظت فراہم کرنے میں مصروف تھے۔ حکومتیں قبائلی جماعتوں پر مبنی ہوتی تھیں اور عدلیہ کی سسٹم موجود نہیں تھی، بلکہ فوجی اقدار پر مبنی تھیں جس میں سرکاری اقدار (رائیتی فوج) اور غیر رسمی اقدار (عشائری فوج) شامل تھے۔

اس دوران فوجداری نظام میں انصافی اور امن فراہم کرنے کی کمی تھی، اور قبائلی جدوجہد اور دشمنوں کے ساتھ جنگوں کی زیادہ تعداد تھی۔ فوجداری حکومتوں کا دور موازنہ عدلیہ کی بناپر مشکلات اور اختلالات کا باعث بنتا تھا۔

اس دوران ملکوں اور حکومتوں کا مفاہمت کرنے کی پیشگوئی نہیں تھی اور عدم امان اور جدوجہد کی بناپر معاشرتی بے چینی تھی۔ جاہلیہ کے دوران، عرب سماج میں تعلیم وفنون، ادب وثقافت میں بھی ترقی نہیں تھی۔

اسلام کے آمد کے بعد، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی میں اسلامی نظام قائم ہوا، جو عدلیہ، امن، اور امن کی بناپر مشتمل تھا۔ اس نظام نے قبائلی جدوجہد کو مدیونہ بنایا اور معاشرتی اصلاحات کی بناپر معاشرت میں بہتری لانے میں کامیاب رہا۔

"فوجداری" کا مطلب ہے "لڑائی جھگڑا،"[1] جبکہ لغتوں میں اس کو "وہ قانون جس کے تحت جرائم کی سزائیں دی جاتی ہیں[2] "ایک مختصر تعریف ہے۔

جرائم اور ان کی سزائیں مختلف معاشرتی نظامات میں مختلف ہوتی ہیں اور ہر نظام اپنے قوانین اور عدالتی نظام کے مطابق مختلف جرائم کو مختلف طریقوں سے حکم دیتا ہے۔

فوجداری نظام میں جرائم اور ان کی سزائیں معمولاً قانونی فرآیند کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں، جہاں ملکرہ اور مقدرات پر مبنی سزائیں مختلف جرائم کے لئے مختلف ہوتی ہیں۔ ان سزائیوں میں جزا، زندان، جرمانہ، یا موت شامل ہوسکتی ہے[3]۔

ہر ملک کا قانونی نظام مختلف ہوتا ہے اور جرائم اور ان کی سزائیں ملکی قوانین اور اصولات پر مبنی ہوتی ہیں۔

قبل از اسلام، عرب سماج میں عقوبات اور جنایات کے لئے مختلف دستور موجود تھے جو مختلف قبائل اور علاقوں میں مختلف تھے۔ زیادہ تر یہ عقوبات اور سزائیں انسانی جماعت کی حفاظت اور معاشرتی بنیادوں کو برقرار رکھنے کے لئے تخلیق ہوئے تھے۔ یہاں کچھ عام مثالیں دی جارہی ہیں:

قبل از اسلام، عرب سماج میں قتل کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا تھا: قتل عمد اور قتل خطاء۔[4]

1. قتل عمد:(Intentional Homicide) یہ قسم کا قتل اس صورت میں موجب سزا ہوتا جب کسی نے جان بخشش سے کسی کو مارا ہو اور اس نے اپنی خواہش یا ارادہ سے یہ کام کیا ہو۔ قتل عمد کی مصوبہ کاری مختلف علاقوں اور قبائل میں مختلف تھی، اور مختلف مقدس حدود (عدالتی حدود) اس پر مبنی تھیں۔

2. قتل خطاء: (Unintentional Homicide) یہ قسم کا قتل اس صورت میں موجب سزا ہوتا جب کسی کا قتل غیر ارادی طور پر ہوتا ہے، یعنی شخص کا ارادہ نہ ہوتا کہ وہ کسی کو مارے، لیکن ایسا کرنے سے کسی کی جان چلی جاتی ہے۔ قتل خطاء کی صورت میں بھی مختلف حدود اور تدابیر مختلف علاقوں میں مختلف تھیں۔

عرب سماج میں قتل کی سزا کا حکم مختلف قبائل اور علاقوں میں مختلف تھا اور اس کا اطلاق مختلف عدالتی نظامات پر مبنی تھا۔ اسلام کے آمد کے بعد، قتل عمد اور قتل خطاء کی سزائیں اسلامی تعلیمات اور قانونی نظامات کے مطابق تبدیل ہوئیں اور قرآن اور حدیث میں مختلف مقامات پر مبنی سزائیں ذکر ہوئی ہیں۔

1 قتل (کسی کو جان سے مارنا)

جزءِ فقہی میں امام ابو حنیفہؒ کی تعریف قتلِ عمد سے متعلق ہے جو کہ فقہی مصطلحات میں ایک خاص معنی رکھتی ہے۔ ان کی نظر میں، قتلِ عمد کا تعریف اس طرح ہے کہ شخص نے اسلحہ یا اس کے قائمقام چیز (مثال کے طور پر تیز دھار لکڑی) کا استعمال کرکے کسی شخص کو مارا ہو اور اس کی نیت معلوم ہوتی ہے کہ یہ قتل کرنے کا ارادہ ہے۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

امام ابو یوسف، امام محمد، اور امام شافعی رحمت اللہ علیہم جمیع کی رائے میں، قتل عمد کا تعریف مختلف ہے۔ ان کے نزدیک، اگر کوئی شخص بڑے وزن کی چیز مثل بڑے پتھر یا بڑے لکڑی کو استعمال کر کے عام طور پر قتل کر دے اور اس کی نیت معلوم ہوتی ہے کہ یہ قتل کرنے کا ارادہ ہے، تو یہ بھی قتلِ عمد کے تحت آئے گا۔

یہ معاملہ اسلامی فقہ میں خواص کی مباحث میں آتا ہے اور مختلف فقہی مذاہب میں مختلف تشخیصات بھی ہوتی ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نظریہ اور دیگر اماموں کے نظریے میں تفاوت اس بات پر مبنی ہے کہ کس طرح کی چیز کا استعمال کرنے سے قتل کو قتلِ عمد ہر گز نہیں کہتے۔[5]

2 قتل خطاء

قتل خطاء، یا حادثاتی قتل، ایسا قتل ہے جو اضطراب کی حالت میں واقع ہوتا ہے، اور جس میں قاتل کا ارادہ قتل کا نہیں ہوتا۔ اس میں مختلف مواقع شامل ہو سکتے ہیں جیسا کہ لوگوں کے زیادہ ہجوم کی بنا پر قاتل کی پہچان مشکل ہو یا جانوروں کے ہجوم سے کوئی مر جائے تو اس کے مالک سے پوچھا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ اس کا مالک ہے یا کسی دوسرے شخص نے اس کو استعمال کیا ہو۔ اس قسم کے مواقعات میں قانونی نظام معمولاً قتل خطاء میں مختلف سزاؤں کا فراہم کرتا ہے جو امن و امان کو بحرانیوں سے بچانے کے لئے مدد فراہم کرتا ہے۔[6]

عرب سماج میں قصاص (Qisas) ایک قانونی اصطلاح ہے جس سے مراد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرتا ہے، تو اس کا قاتل قتل ہونے والے کے ورثاء کو معاف کرنے یا انہیں معین ہدایتوں کے مطابق تعویض دینے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ یہ اصول اسلامی قانونی نظام کا حصہ ہے اور قرآن مجید میں بھی اس پر بحث ہوئی ہے۔

قصاص کا مطلب ہے کہ "الدم یغسل بالدم،[7] "یعنی خون کو خون سے دھونا۔ جب کوئی شخص قتل کرتا ہے، تو اس کا قاتل یا اس کے ورثاء کو معاف کرتے ہیں یا مقتول کے ورثاء کو معین تعویض دینے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔

مقتول کے ورثاء کو معاف کرنا یا تعویض دینا، اسلامی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے جو انصاف اور ہدایت پر مبنی ہے۔ یہ ایک جنائی عمل کے بعد انصاف کو ہنرمند اور ایک انسانی جوہر میں رحمت اور معافیت کی جانب موجب کرتا ہے۔

یہ نظام مختلف جرائم کے لئے بھی قابل اطلاق ہے، نہ کہ صرف قتل کے لئے۔ اس سے مجرم اور مقتول یا ان کے ورثاء کے درمیان معاملات کو حل کرنے کا ایک طریقہ فراہم ہوتا ہے جو انصاف اور رحمت کی بنیادوں پر ہوتا ہے۔

عرب سماج میں قصاص نظام میں یہ تقاضا تھی کہ جو شخص قصاص سے باہر ہو، وہ اصلاً معاشرتی امن و امان کے خلاف عمل کر رہا ہوتا ہے، چاہے اس کا جرم اعلانیہ ہو یا غیر اعلانیہ۔[8]

ایسا دستور تھا کہ اگر کوئی شخص جرم کرتا ہے جو عوام کی حفاظت یا حکومتی حکم کی پیشگوئی کو متاثر کرتا ہے، تو اسے قتل کرنا یا اسے دیت دینا مناسب ہوتا تھا تاکہ عوام کو حفاظت ملتی اور ملک میں قانون و نظام قائم رہتا۔[9]

یہ نظام معمولاً جرائی کے لئے نہیں بلکہ معاشرتی امن و امان کی حفاظت کے لئے تھا اور اس کا مقصد جماعت کی حفاظت ہوتا تھا، تاکہ لوگ خود کو محفوظ محسوس کریں اور قانونی امور میں تعاون کریں۔

عرب سماج میں مختلف اقسام کی سزائیں موجود تھیں جو جرائم کے لئے دی جاتی تھیں۔

1. قصاص (Qisas): عدلیہ میں ایک شخص کو دوسرے شخص کی جان چھیننے پر قصاص کا حکم دیا جاتا تھا۔ اگر کسی نے کسی کو قتل کیا تو اس کے قاتل کو مقتول کے ورثاء کو انتقام لینے کا حق دیا جاتا تھا۔

2. سزائے موت (Capital Punishment): عورت کا زنا، چوری، اور دیگر گناہوں کے لئے موت کی سزا دی جاتی تھی۔ اس میں قصاص کے علاوہ بھی مختلف طریقے استعمال ہوتے تھے، جیسے کہ سولی پر چھڑایا جانا یا پتھروں سے رجم کرنا۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

3.سزائے چرکوں (Flogging): بعض جرائم کے لئے لٹھوں یا چابکوں سے مار کر سزا دینا معمول تھا۔

4.سزائے ڈاکہ زنی (Crucifixion): بعض جرائم کے مجرمین کو ڈاکہ زنی کا عذاب دیا جاتا تھا، جس میں مجرم کو علیحدہ علیحدہ چڑھایا جاتا اور عورتیں اور بچے ان کے سامنے لٹکا دیئے جاتے تھے۔

5.سولی پر چھڑانا (Hanging): ڈاکہ زنی کی جگہ سولی پر چھڑانا بھی عام تھا، خصوصاً جنایتوں کے لئے۔

یہ تمثیلات اور سزائیں امن وامان برقرار رکھنے اور جماعتی حفاظت کیلئے استعمال ہوتی تھیں اور ہر ایک جرم کے لئے مختلف قسم کی سزا تھی۔

حضرت خبیب بن العرت، جو اسلامی تاریخ میں اہم شہداء میں سے ایک ہیں، نے مکہ کے فتح کے دوران شہید ہونے کا اعلان کیا۔ حضرت خبیب نے اسلام قبول کر لیا تھا اور انہوں نے مدینہ کے مسلمانوں کا حمایتی ہونے کا اعلان کیا۔ انہیں مکہ کے قریش قبائل کی طرف سے گرفتار کیا گیا اور انہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔ ان کی شہادت نے اسلامی تاریخ میں ایک مظبوط پیغمبری پیغام کو نمایاں کیا۔[10]

عبداللہ بن طارق کا ذکر بھی مکہ کے فتح کے دوران ہوتا ہے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور انہیں جلد ہی قریش قبائل کے لوگوں نے گرفتار کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن طارق کو رجم کی سزا دی گئی، جو ایک قدیم عربی عدلیہ نظام میں جنائیں کی سزائیں میں سے ایک تھی۔ رجم کی سزا مختلف جنائیں، جیسے زنا یا نسلی اچھال، کے لئے دی جاتی تھی۔[11]

بعض روایات میں ہے کہ عرب کے ہاں ڈاکہ زنی کرنے والوں کو اس جرم کے پاداش میں سولی پر چھڑایا جاتا تھا[12]۔

واقعہ عرینہ مسلمانوں کے رسول اللہ ﷺ کے دور حیات میں واقع ہوا۔ یہ واقعہ اہل مکہ اور مدینہ کے درمیان مختلف حالات اور تشددات کے باوجود ہوا۔

واقعہ عرینہ میں مشرکین نے ایک بے گناہ اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کرنے والے چھوٹے سے چرواہے کو قتل کر دیا، اس کے ہاتھ و پاؤں کاٹ دئے گئے اور آنکھوں میں کانٹے چبھو دئے گئے۔ یہ ظلم و ستم کا ایک نمونہ ہے جس میں اچھے سلوک اور انسانی حقوق کی پیشہ ورانہ خلاف ورزی دیکھنے کو ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ نے مکہ مخرمہ چھوڑتے وقت اپنے چھوٹے ساتھی حضرت عبداللہ بن طارق کو مکہ میں ہی چھوڑ دیا تھا تاکہ انہیں خود بھی اپنے قبیلے کے پاس لے جایا جا سکے۔ اس واقعہ نے دینی اور اخلاقی اصولوں کے خلاف ظلم اور جنون کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ حادثہ اظہار حق اور بے گناہوں کے حقوق کی پیشہ ورانہ خلاف ورزی کا ایک مثال فراہم کرتا ہے اور اس سے یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ اخلاقی اور انسانی حقوق کے پرہیزگاری اور اچھے سلوک کے لئے دینی رہنماؤں اور مسلمانوں کے لئے کتنی مشکلات وارد ہوتی ہیں۔[13] یہ واقعہ متعلقہ ہے حضرت نعمان بن منذر اور عدی بن زید عبادی کے درمیان جدوجہد اور محبت بھرے دورانیے کے ساتھ۔

نعمان بن منذر رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں سے ایک معروف صحابی تھے اور عدی بن زید عبادی مشرکین مکہ میں تھے جو مسلمان بننے کا خواب دیکھتے ہیں۔ انہوں نے مکہ مخرمہ میں اپنی معصومیت اور نیک نیتی کے باوجود اذیتوں اور ظلم کا شکار ہوتے ہیں۔

نعمان بن منذر اور عدی بن زید عبادی کے درمیان ایک دن جدوجہد کی بحرانی پیدا ہو گئی جس میں نعمان نے عدی کو گلا گھونٹ کر مار دیا۔ یہ حادثہ زندگی میں آیا جب دونوں کے درمیان ایک نوعیت کی محبت اور مواقف کی بنا پر مختلف نگاہوں اور اقدار کا مظاہرہ ہوا۔

نعمان بن منذر کو بعد میں اس حادثے کا افسوس ہوا اور انہوں نے خود کو ملحدوں کے خلاف انسانیت کی راہ میں مخلص کرنے کا عہد کیا۔ انہوں نے عدی بن زید کے گلا گھونٹنے کا معاملہ خود پر ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس نے میرے گلا گھونٹنے کا افسوس کرتا ہے تو میرے لئے معافی و خیرات مانگیں۔

یہ واقعہ دیکھاتا ہے کہ اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اصولوں کی روشنی میں، حتی کہ مشاکل و محنتوں بھری زندگی میں بھی اچھے سلوک اور معاونت کا مظاہرہ کرنا کتنا اہم ہے۔[14] جسم کے مختلف حصوں کاٹنے کی سزا، جسے "مثلہ" کہتے ہیں، عرب معاشرتی اور قانونی تاریخ میں موجود ہے. اس سزا کو عموماً قتل، چھکا، یا مختلف حصوں کے کاٹنے کی صورت میں دی جاتی تھی. یہ قسم کی سزا، حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے ساتھ غزوہ احد کے دوران پیش آئی تھی.

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

غزوہ احد میں، حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کی جلدیں مختلف مقامات پر لا پروہ رہیں اور یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ جنگ میں ہونے والی ایک زیادہ نمبر قتل میں زیادہ مواد کو آپس میں جلدیں کاٹنا ایک معمولی عمل تھا۔ اس حادثے میں، حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو ہندوراتبہ (راتبہ اہل ہند) نام کے شخص نے حملہ کیا تھا۔ پروحشی، جسے ہم "شعر بیل" بھی کہتے ہیں، نے اپنے ہاتھوں سے حضرت حمزہؓ کے جسم کے مختلف حصوں کاٹ دیے، اور آخر میں ان کا سر بھی کاٹ دیا۔ یہ حادثہ اس وقت کا ہے جب مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان غزوہ احد کا واقعہ ہو رہا تھا[15]۔

2 جیل

عرب معاشرت میں مختلف جرائم پر مختلف قسم کی سزائیں دی جاتی تھیں اور جیل کا نظام موجود تھا جہاں مجرموں کو قید میں رکھا جاتا تھا۔ ایک مختصر طور پر، جیل کا تصور اور اس کی ترتیبات عرب معاشرتی نظام کے مختلف حصوں میں مختلف تھے۔

1. جلاوطنی(Banishment): عرب قبائل کے ہاں مروج تھی کہ مجرم کو معین مدت تک اپنے قبیلہ یا خاندان کے علاقے سے نکال دیا جاتا تھا۔ یہ ایک قسم کی اجتماعی سزا تھی جس سے مجرم کو اپنے گھرانے اور سماج سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔
2. جیل(Imprisonment): شہروں میں جیل خانے موجود تھے جہاں مجرموں کو قید میں رکھا جاتا تھا۔ یہاں مجرموں کو معین مدت کے لئے قید کیا جاتا تھا اور انہیں مختلف جرائم کے لئے سزا دی جاتی تھی۔
3. ہتھکڑیاں(Flogging): چند جرائم کے لئے مجرم کو عوام کے سامنے ہتھکڑیوں سے مارا جاتا تھا۔ یہ ایک شرمناک اور تنازع آمیز سزا تھی جس سے مجرم کو عذاب محسوس ہوتا تھا اور دوسرے لوگوں میں خوف پیدا ہوتا تھا۔
4. چھوکا(Stoning): زنا، شراب پینا، یا دیگر اخلاقی جرائم کے ملزمین کو عوام کے سامنے پتھروں سے مار کر قتل کرنے کو چھوکا کہا جاتا تھا۔ یہ ایک سنگین سزا تھی جو عدالت کی فیصلہ کاری کے بعد ہوتی تھی۔
5. سولی(Hanging): مشدد جرائم یا قتل کی صورت میں مجرم کو سولی پر چڑھایا جاتا تھا، جو ایک اہلِ حق کا رعمل تھا۔

یہ مختصر جائزہ عرب معاشرتی نظام کی سزائیں کے بعض جو اقسام ہیں۔ ان سزائیں عدلیہ اور معاشرتی امن کو برقرار رکھنے کیلئے مختلف جرائم کے لئے مختلف تھیں[16]۔

3 جلد(کوڑے مارنا)

جلد (کوڑے مارنا) عرب معاشرتی نظام میں ایک شدید اور تنبیہی سزا تھی جو کسی کی غلطی یا جرم کی صورت میں متعین مدت تک کسی کو کوڑوں (چھتے کی مچھلیوں) کے ساتھ مارنے کا عمل تھا۔ یہ سزا مختلف مواقع پر مستعمل ہوتی تھی، اور اس کا مقصد مجرم کو عذاب دینا اور دوسرے لوگوں میں اس کے ذریعے خوف اور چیتان پیدا کرنا تھا۔

عام طور پر، اس سزا کا استعمال متعین مدت کی بنا پر ہوتا تھا، جس میں مجرم کو مختلف مدتوں کے لئے کوڑوں کے ساتھ مارا جاتا تھا۔ یہ ایک شرمناک اور تنبیہی عذاب تھا جو مجرم کو اس کے جرم یا غلطی کا پچھیدہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

والدین کی طرف سے اولاد کو ایسی سزا دینا بھی ایک شدید اور نہایت مختصر عذاب تھا، جو ان کے مخالف عمل یا غلط کرنے پر عائلتی نظام کی حفاظت اور نظم کو برقرار رکھنے کیلئے مستعمل ہوتا تھا۔

یہ طریقۂ سزا یہ دکھاتا ہے کہ عرب معاشرت میں عدلیہ کا نظام اور جرمانہ کا نظام مختلف جرائم کے لئے مختلف سزائیں تجویز کرتا تھا، جو مختلف معاشرتی مقاصد کیلئے استعمال ہوتی تھیں[17]۔

4 عاق کرنا

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641

Publishers: Nobel Institute for New Generation

http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

"عاق کرنا" عرب معاشرتی نظام میں ایک اہم عمل تھا جو ایک فرد کی سرکشی یا برہنگائی کی صورت میں اس کے اہل و عیال کو اس سے دور رکھنے کے لئے کیا جاتا تھا۔ یہ عمل عرب تقالید اور اجتماعی اقدار کا حصہ تھا جو مجرم کی خلاف ورزیوں کو روکنے اور مجتمع میں نیکی اور انصاف کی پیشگوئی کرنے کا ایک طریقہ تھا۔

عاق ہونے کا عمل عام طور پر مجرم کی سرکشی یا برہنگائی کی صورت میں اُس کے اہل و عیال کی طرف سے کیا جاتا تھا۔ جب اہل و عیال کو یہ یقین ہو جاتا کہ ان کا فرد مجرم ہے اور اس کے اعمال ان کے عائلتی یا جماعتی معیشتی اور سماجی معاشرتی اقدار کو متاثرہ کر رہے ہیں، تو انہیں اسے عاق کرنے کا فیصلہ کر لیا جاتا تھا۔

عام طور پر عاق ہونے کا فعل اسلامی تقالید اور عوامی روایات میں مشہور تھا، اور اس سے مجتمع میں ایک قسم کا عبرتی منہاج بھی پیدا ہوتا تھا جس سے لوگوں کو ایک دوسرے کے اخلاقی اور اجتماعی معیارات پر اثرات ہوتے تھے[18]۔

5 دیت

"دیت" عرب معاشرتی نظام میں ایک تقلیدی عدلی نظام کا حصہ تھا جو قتل کے مقدسی معاملات کو حل کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ یہ نظام مرتبہ اور عدلیت کو برقرار رکھنے اور قبائلی جماعتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ امن و امان میں رکھنے کا مقصد رکھتا تھا۔

دیت کا تصور یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرتا تھا، تو اس کے ورثاء (مقتول کے وارثین) کو قتل ہونے والے کی قیمت (دیت) ملتی تھی۔ اگر مقتول کا تعلق ایک معزز یا شریف قبیلہ سے تھا تو اس کی دیت زیادہ ہوتی تھی، جبکہ کم معزز یا کمزور قبیلہ کے مقتول کی دیت کم ہوتی تھی۔

دیت کی قدرت اس قبیلہ یا جماعتی ہتھیار کو بڑھا دیتی تھی اور اسے ایک قسم کے دیتی الملوک (بادشاہوں کی دیت) کہا جاتا تھا، جس کی قیمت ہزار اونٹ تک پہنچتی تھی۔

اگر مقتول کا تعلق عام یا کمزور قبیلہ سے تھا تو ان کی دیت کم ہوتی تھی اور اگر مقتول کسی دوست یا حلیف کا حصہ تھا تو اس کی دیت آدھی ہوتی تھی۔

یہ نظام ایک قسم کا تعاونی انصافی نظام بھی تھا جو قتل کے جرمانے کو ایک سبق سکھانے اور امن و امان میں رہنے کا ذریعہ فراہم کرتا تھا، اور اس سے قتل کی متعدد قسموں میں حکمت عملی کرنے کا موقع ملتا تھا[19]۔

یہ واقعہ، جو بنو نضیر اور بنو قریظہ کے درمیان معاملے کو متعلق کرتا ہے، مدینہ کے حیثیت سے ہے اور اسے اہل تاریخ اور سیرت میں ذکر کیا گیا ہے۔

یہ واقعہ احادیث کے زیرِ اہتمام ہے اور مختلف احادیث میں مختلف انداز میں آیا ہے، لیکن اس کا مضمون مشترک ہے کہ بنو قریظہ کے ایک شخص نے بنو نضیر کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس پر بنو نضیر نے مقتول کے ورثاء سے مطالبہ کیا کہ قصاص (تلوار سے قتل) ہونا چاہئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ مقتول کا قاتل قتل ہو گا، لیکن بنو نضیر کی عظمت اور شرافت کی بنا پر قتل کرنے والے کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اُسے معقول دھن ساٹھ وسق کھجور دیت میں دینا ہو گا۔

یہ فیصلہ عدلیہ اور توازن کو ظاہر کرتا ہے اور مدینہ کے معاشرتی نظام کی اہمیت ہے جو اقوام و قبائل کے درمیان امن و امان کے لئے مختلف حکومتوں کے دوران اپنی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے[20]۔

عرب کے بعض علاقوں میں دیت (قصاص) کا نظام مختلف حکومتوں اور سرکاروں کے تحت مختلف تھا۔ قصاص یا دیت ایک قانونی نظام ہے جس میں مجرم کو اُس کی جرم کی قسوت کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کا عدلیہ کے ذریعے معاوضہ کرتا ہے۔

دیت کی مقدار سردار یا حکمران کی مرضی پر موقوف رہتی تھی، یہ ایک مختلف جہت ہے جو عرب تاریخ میں مختلف دوروں اور علاقوں میں مختلف تھا۔ ایسے نظامات میں قوانین کو مقامی عدلیہ اور حکومتیں اپنی ترجیحات کے مطابق مختلفیت دیتی ہیں۔

دیت کے لئے دوسرے اصطلاحات کی بات کرنا بہترین تشہیر دیتا ہے کہ یہ نظام مختلف معاشرتی اور حکومتی تقالید اور ترجیحات کے تحت قائم ہوتا تھا۔ "ملت" اور "عقل" جیسے اصطلاحات نیک نیت، عدل، اور معاشرتی یکجہتی کی بات کرتے ہیں اور دیت کے عمل کو مقامی عدلیہ اور سماجی معاشرتی نظام کے ساتھ جوڑتے ہیں۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

یہ موضوعات عدلیہ، حکومت، اور معاشرتی نظام کے ترتیبات کے لحاظ سے ہے، اور یہاں آپ نے اہم تفصیلات فراہم کی ہیں جو عرب تاریخ میں دیت کے نظام کی مختلف جہات کو چھوتی ہیں۔[21]۔

6 غرہ

اسلام سے پہلے عرب سماج میں اہل کتل یا قتل کی دیت (تعویز) کو مختلف معاملات میں استعمال کیا جاتا تھا۔ جب کسی غیر مسلمان عورت نے حملہ کیا یا کسی مسلمان عورت کو زخمی کیا اور اس کا حمل ضائع ہوا تھا، تو اس عورت کی تاوان کے طور پر غلام یا باندی دینا عام تھا۔ اس طرح کی تاوانیں، جو معمولاً حربی حالات میں واقع ہوتی تھیں، عورت کی جان یا جسمانی سلامتی کی بدلہ میں دی جاتی تھیں۔[22]

اسلامی تعلیمات کے آغاز کے بعد، اسلام نے ان معاملات کو محدود کیا اور اصلاحات لائیں۔ اسلامی حکومتوں میں، ایسی تاوانیں جو قتل کے بدلے میں دی جاتیں، قدیم معاشرتی معاملات کی تصدیق نہیں کی گئیں اور اسلامی اصولوں کے مطابق، انسانی حقوق اور انسانیت کی قدر تیت کو پہچانا گیا۔

7 ارش (تاوان)

اسلامی تعلیمات میں، قتل کی صورت میں قصاص (جسم برابر جسم) کی ترجیح دی جاتی ہے لیکن اگر جسم کے مقابلے میں ہونے والے قتل میں مقتول کو پورا نقصان نہیں پہنچا تھا تو دیت (تاوان) لازم کی جاتی تھی۔

ارش (تاوان) کا تفصیلی طور پر تجزیہ کرنا معلوماتی اور تعلیمی حوالے سے مفید ہوتا ہے۔ یہ سا سمجھنے میں مدد کرتا ہے کہ مقتول کی تاوان میں کتنی جزویت یا اورت اور مقامات کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔

عرب سماج میں معاشرتی اور قبلی جھگڑے کو مد نظر رکھ کر اسلامی اصولوں کے مطابق جزویت اور حقوق کا تعین کیا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاص اور دیت کے اصولات معاشرتی اور اخلاقی اصولات پر مبنی تھے جو انسانی حقوق اور انسانیت کی قدر تیت کو پہچانتے تھے۔[23]

8 جماعت پر قتل کی ذمہ داری

آپ نے بات کی ہے کہ اگر کسی علاقے میں مقتول پایا جاتا ہے اور اس کا قاتل معلوم نہیں ہوتا، اور علاقے کے لوگ قانونی طور پر چار دن تک اس کی قتل کو تسلیم نہیں کرتے، تو اس صورت میں مدت گزرنے کے بعد ان لوگوں کے غلے ضبط کیا جاتا ہے اور اس کا فیصلہ کرنے والے (جیسے کہ سردار یا صاحب امر) کا گھر بھی ہوتا ہے۔

اس کے بعد سزا کے طور پر دیت یا تاوان لیا جاتا ہے اور یہ رقبہ حکومتی خزانوں یا عبادت خانوں میں جمع کرتا ہے۔ اگر ان اشیاء کی حفاظت ممکن نہ ہوتی توان کو بیچ دیا جاتا ہے اور اس سے حاصل کردہ رقبہ محفوظ کرنے کا فیصلہ حکمران کرتا ہے۔

یہ طریقہ عدلیہ کا ہوتا ہے جو قانونی اصولات پر مبنی ہوتا ہے اور جو مقتول کے قاتل کی تلاش کو مدد کرتا ہے اور مقتول کے ورثاء کو انصاف دیتا ہے۔ یہ سزائی نظام میں عدلیہ اور حکومتی اداروں کے ذریعے ہوتا ہے۔[24]۔ اس کے ساتھ قریب ایک دوسری اصطلاح ہے قسامت۔

قسمت (قسامت) اور قصاص کی ترتیب کیسی ہوتی ہے، اور کس طرح اس میں شہادتیں اور قرائنات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عدلیہ کی روایت ہے جو قتل کے معاملات میں انصاف اور حقیقت کا پیش کرنے کا طریقہ ہے۔

قصاص کا حکم لگانے کے لئے ایک شخص کے قتل کا ثبوت قاطع حاصل ہونا چاہئے، اور اگر مقتول کے ورثاء کو یہ ثبوت نہیں ملتا تو ان کو دینے والی قسموں کی مدد سے قتل کرنے والے کو معلوم کرنے کا کوشش کیا جاتا ہے۔ اگر مقتول کے ورثاء کو قتل کرنے والے کی تلاش میں کوئی قاطع اثبات ملتا ہے تو قصاص کا حکم لگایا جاتا ہے[25]۔

9 سرقہ (چوری)

"سرقہ" یا "چوری" کا لغتی مطلب ہوتا ہے کہ کسی کچھ چیزوں کو پوشیدہ اور خفیہ طریقے سے دوسرے سے لینا یا چھیننا۔ یہ ایک غیر قانونی عمل ہوتا ہے اور معمولاً سماجی اور قانونی اجتماعی قیمتوں کے خلاف ہوتا ہے۔[26]

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

ابوالبرکات نسفی کی دی گئی تعریف میں "سرقہ" سے مراد واضح ہوگئی ہے۔ان کے مطابق، سرقہ کا مطلب ہے کہ کسی مکلف شخص کا کچھ مال یا چیز خفیہ طریقے سے، کسی جگہ یا محافظ کے ذریعے ڈھلے ہوئے، بقدر دس درہم چھین لینا ہے۔

یہ تعریف قانونی اصطلاحات کو بھی متناول کرتی ہے، جہاں مکلف شخص ایک ایسا شخص ہے جس پر قانونی ذمہ داری ہوتی ہے اور جس کی مالی حقیقت ڈھالی جاتی ہے۔ اس طرح کا عمل قانونی منظر سے ناپسند ہے اور عام طور پر مختلف قانونی نظموں میں اس پر مختلف سزاؤں کا تعین ہوتا ہے۔[27]

چوری کرنے والے کے ساتھ معاہدہ یا عہد نہ ہونے، حلیف یا پڑوسی نہ ہونے اور نہ ہی قبیلے سے تعلق نہ ہونے پر چوری کو عیب خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ بات ہو سکتی ہے کہ اس زمانے میں مختلف اقوام اور قبائلوں میں چوری کے ساتھ مختلف قوانین اور اقدار تھے، اور یہ معاشرتی قیمتوں اور تقالید کو مد نظر رکھتا تھا۔

ایسے عمل کو شجاعت اور بہادری کی علامت مانا جاتا تھا، جس نے اپنی قوت اور حسنِ اخلاق سے معاشرتی اقدار کو حل کیا۔ یہ تبدیلیاں اس وقت کے معاشرتی وضع میں روشنی ڈالتی ہیں اور اس زمانے کے لوگوں کے زندگی اور اہم قراردادوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔[28] ولید بن مغیرہ کو عرب تاریخ میں اہم شخصیتوں میں سے ایک تصدیق شدہ طور پر جانا جاتا ہے، اور انہیں عرب سماج میں ایک نیک نیت، حکومت میں عدل اور ایمانداری کے لئے معروف ہے۔ آپ نے ذکر کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ کو منسوب کیا جاتا ہے کہ انہوں نے پہلے شخص ہی چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹے تھے اور اس کے بعد عرب ساج میں چوری کے خلاف قانونی اقدار بنائے گئے۔

ولید بن مغیرہ اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں مکہ مکرمہ کے علاقے کا رہائشی تھے اور انہوں نے اپنی زندگی میں اسلام کے لئے خدمات دیں۔ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوتی کام میں شرکت کی اور ایک مرتبہ انہیں اسلام قبول کرنے پر رغبت ہوئی تھی۔

ولید بن مغیرہ کی زندگی کے بارے میں مختلف روایات ہیں، اور ان میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے اہلکاروں میں سے ایک شخص کو پہچانا جو چوری کر رہا تھا اور اس نے اُس شخص کے ہاتھوں کاٹ دیے۔ یہاں رہتا ہے ایک محدود معلومات کے ساتھ کہ اس کو چوری کرنے والے کے ہاتھوں کاٹنے کا عمل کب اور کس نے شروع کیا۔

یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ تاریخی روایات مختلف مصادر سے آتی ہیں اور مختلف مصادر مختلف روایات فراہم کرتے ہیں، اور اس وجہ سے ہمیشہ یقینی نہیں ہوتا کہ کونسی روایت صحیح ہے۔[29]

10 قطع الطریق (راہزنی)

"قطع الطریق" یا "راہزنی" کا ذکر کرتے ہوئے عرب سماج میں سزائیں اور اس کے نظامات کا تجزیہ کرنا آپکی معلومات کو بڑھا سکتا ہے۔

عرب سماج میں "قطع الطریق" یا "راہزنی" کو ایک سنگین جرم تصور کیا جاتا تھا جس پر سخت سزائیں عائد ہوتی تھیں۔ یہ عمل راستوں یا راستوں کو بند کرنے، لوٹنے، ڈاکہ ڈالنے وغیرہ کو شامل کرتا تھا۔

محمد بن خبیب اور نعمان بن منذر کی روایات کے مطابق، عرب قدیم میں اس جرم کے ارتکاب کو بہت سنگین مانا جاتا تھا اور اس پر پھانسی کی سزا عائد ہوتی تھی۔[30]

اسلام کے فوجداری نظامات میں بھی امن وامان، عدلیہ، اور انسانی حقوق کی پیشہ ورانہ حفاظت کی جاتی ہے۔ اسلامی فوجداری نظامات میں بھی راہزنی یا قطع الطریق کو بہت سنگین جرم تصور کیا جاتا ہے اور اس پر مختلف سزائیں عائد ہوتی ہیں۔ اسلامی نظامات میں انسانی حقوق کا احترام اور معاشرتی انصاف کے اصولوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

فوجداری نظامات کی بنیاد عدل، امن، اور انسانی حقوق کے اصولوں پر ہوتی ہے۔

تجزیاتی مطالعہ معاشرتی اور فوجداری نظامات کے بین الملی اصولوں اور انسانی حقوق کی روشنی میں اہم ہے۔ اس میں عدلیہ، امن وامان، اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے نظامات کی ضرورت کا ذکر ہوا ہے۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

حکومتوں کا فوجداری نظام اور اسلامی نظام کا تعلق کس طرح ہوتا ہے اور کس طرح انہیں انسانی حقوق کی روشنی میں جڑا جا سکتا ہے۔ آپ نے انسانیت کی حفاظت اور امن وامان کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

اسلامی نظامات کے مطالعے میں، حکومتی امور کو انسانی حقوق اور عدلیہ کے مطابق تنظیم دینے کی ضرورت کو سامنے رکھا ہے۔ اس سے سمجھ آتا ہے کہ اسلامی نظامات معاشرتی انصاف اور حقوق کی پیشہ ورانہ حفاظت کے لئے مؤکف ہیں۔

تجزیاتی مطالعہ انسانیت کے لئے متعلقہ اور معاشرتی انصاف اور امن کے اہمیت پر زور دینے والا ہے۔ یہ بات مطالعے کا مرکزی نکتہ ہے کہ حکومتیں اور نظامات کو انسانی حقوق کی پیشہ ورانہ حفاظت کی جمع ہوئی سلسلہ مندی میں تشکیل دینا چاہیے تاکہ امن وامان اور عدلیہ کا فاصلہ قرار کیا جا سکے۔

تفصیلی تبادلہ:

i. تعلیمات میں فرق:

اسلام: اسلامی فوجداری نظام میں جزا و سزا کی تعلیمات تفصیلی اور معقول ہیں۔ شریعت نے ہر سزا کے لئے مخصوص قوانین اور حدود معین کیے ہیں جو انصاف اور عدل پر مبنی ہیں۔

عرب سماج: عرب سماج میں جزا و سزا کی تعلیمات میں فقط جزاؤں کی اجمالی باتیں تھیں اور تفصیلات نہیں ملتی تھیں۔

ii. سزائیں کی تفصیلات:

اسلام: اسلامی نظام میں ہر سزا کی تفصیلات موجود ہیں جو معاملے کے موقع پر انصافی اور معقول حکمت کے مطابق مخصوص کی جاتی ہیں۔

عرب سماج: عرب سماج میں بعض سزائیں اجمالی ہوتی تھیں، اور تفصیلات نہ ہوتی تھیں، جس سے انصاف اور امانت کی باتوں میں شبہہ پیدا ہوتا تھا۔

iii. اقرباء پروری اور افراط و تفریط:

اسلام: اسلام میں اقرباء پروری اور افراط و تفریط کی مذمومیت کی گئی ہے، اور سزائیں ہر شخص کے لئے برابر ہیں۔

عرب سماج: عرب سماج میں اقرباء پروری اور افراط و تفریط موجود تھا، جو انصاف اور برابری کے اصولوں کے مخالف تھا۔

iv. طاقتور اور غریب کے لئے ضابطے:

اسلام: اسلام میں سب افراد برابر ہیں اور ان کے لئے یکساں حقوق ہیں۔

عرب سماج: عرب سماج میں طاقتور اور غریب کے لئے الگ الگ ضوابط تھے، جو انصافی اور برابری کے اصولوں کے مخالف تھے۔

v. توہین انسان پر مبنی سزائیں:

اسلام: اسلام میں انسان کی توہین پر مبنی سزائیں موجود نہیں ہیں۔

عرب سماج: عرب سماج میں اسلام سے مختلف سزائیں موجود تھیں جو انسان کی توہین پر مبنی تھیں۔

vi. غیر معقول سزائیں:

اسلام: اسلامی فوجداری نظام میں سب سزائیں معقول ہیں اور اسلام نے غیر معقول سزائیں نہیں مانیں۔

عرب سماج: عرب سماج میں غیر معقول سزائیں موجود تھیں، جیسا کہ قسامت میں مقتول کے ورثاء کو قسمیں دینا۔

vii. مقرر نہ ہونے والی سزائیں:

اسلام: اسلام میں ہر جرم کے بدلے مخصوص سزا مقرر ہے اور کسی بھی جرم پر سزا کا چھوڑا گیا نہیں گیا ہے۔

SHNAKHAT

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641

Publishers: Nobel Institute for New Generation

http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

عرب سماج: عرب سماج میں بعض سزاوؤں میں مقرر نہیں ہوتیں، جو انصاف اور حقوق کی موجودگی میں شکایت کا باعث بنتی تھیں۔

viii. ظلم اور حد سے تجاوز:

اسلام: اسلام میں انصاف اور اعتدال کی بنیاد پر حکمت کاری ہے اور ظلم اور حد سے تجاوز کو مذموم کیا گیا ہے۔

عرب سماج: عرب سماج میں بعض سزاوؤں میں ظلم اور حد سے تجاوز ممکن تھا جو انصاف کے اصولوں کے مخالف تھا۔

ix. قبائلی نظام میں سزاوؤں کا الگ الگ ہونا:

اسلام: اسلام میں قبائلی نظام کو مذموم کیا گیا ہے اور ہر انسان کو برابر حقوق حاصل ہیں۔

عرب سماج: عرب سماج میں قبائلی نظام کے ناطے الگ الگ قوانین اور سزاوؤں کا نظام موجود تھا جو انصاف کے اصولوں کے مخالف تھا۔

x. اسلام کا نظام فطرت اور عقل کے مطابق:

اسلام: اسلامی فوجداری نظام فطرت اور عقل کے مطابق ہے، جو انسانیت کے تمام پہلوؤں کو درست ہے۔

عرب سماج: عرب سماج میں غیر معقول اور ظلم آمیز سزائیں موجود تھیں جو انصاف اور برابری کے اصولوں کے مخالف تھیں۔

حاصل کلام:

"عرب سماج اور اسلام کے فوجداری قانون کا تجزیاتی مطالعہ" عنوان کے اس آرٹیکل میں عرب سماج اور اسلامی فوجداری نظام کے مختلف پہلوؤں پر چھپے مختصرات کو تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ قانونی اور اخلاقی معیارات پر مبنی ہے جو عدلیہ، حقوق انسانی، اور جرم کی سزاؤں کے حوالے سے ہیں۔
نظام جزا و سزا کے مختلف پہلوؤں پر تبادلے نظر اور مقالے میں آئے مختلف قانونی اور اخلاقی معاملات پر غور کیا گیا ہے۔ یہ ارٹیکل تفصیلات میں قدرتی روایات اور انسانی اقدار پر بھی غور کرتا ہے جو قدیم عرب سماج میں موجود تھے۔ اسلامی فوجداری نظام کی بنیاد عدل، امن، اور انسانی حقوق کے اصولوں پر ہے۔ اسلامی نظامات میں قصاص، دیت، اور تعزیر کی سزاؤں کو معتدل اور معقولیت سے منسلک کیا گیا ہے۔ مقالہ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اسلامی فوجداری نظامات میں انسانیت کی تشنگی مکمل طور پر ختم ہوتی ہے۔

اہم نکات:

1. عرب سماج میں راہ زنی یا "قطع الطریق" کو بہت سنگین جرم تصور کیا جاتا تھا اور اس پر سخت سزائیں عائد ہوتی تھیں۔

2. اسلامی فوجداری نظامات میں انسانی حقوق، عدلیہ، اور امن کے اصولوں پر مبنی سزاؤں کا نظام ہے۔

3. اسلامی نظامات میں سزاوؤں میں اقرباء پروری، نسل، قوم، کمزور و طاقتور، اور امیر و غریب کا فرق مٹایا گیا ہے۔

4. اسلامی فوجداری نظامات میں تعزیرات لازم ہوتی ہیں جب کہ قصاص اور دیت کو معتدلیت سے لاگو کیا گیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] فیروزالدین، فیروزاللغات، ص:939، لاہور: فیروز سنز، طبع اول:2010ء

[2] فیروزالدین، فیروزاللغات، ص:946

[3] Banuri.edu.com, access; 3:32pm, August 14, 2020

[4] المفصل فی تاریخ العرب، ج:10، ص:253

[5] علی بن ابی بکر (م593ھ)، الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، بیروت: داراحیاء التراث العربی، 4:443

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

[6] المفصل،ج:10،ص:259
[7] المفصل،ج:10،ص:253
[8] ایضا
[9] المفصل،ج:10،ص:255
[10] أبو حنیفہ أحمد بن داؤد،الأخبار الطوال،ص112
[11] ابن عبدالبر, الاستیعاب،ج:2،ص:306
[12] الھاشمی، محمد بن حبیب بن امیہ (245ھ)المحبر،ص:327،ناشر: بیروت،دارالآفاق الجدیدۃ(سطن)،
[13] الطبری، محمد بن جریر،تاریخ طبری،ج:6،ص:132،اردو ترجمہ،ندوی محمد ابراہیم، کراچی: نفیس اکیڈمی (سطن)
[14] . الزبیدی، محمد بن محمد بن عبدالرزاق(ف1205ھ)،تاج العروس من جواہر القاموس،ج:6،ص:339 الناشر: دارالھدایۃ،کویت(2008)
[15] الطبری،الجامع البیان المعروف بتفسیر طبری،ج:6،ص:133
[16] المفضل بن سلمۃ بن عاصم،الفاخر،ص91،داراحیاء الکتب العربیۃ،بیروت،1380ھ
[17] المفصل،ج:10،ص:262
[18] المفصل،ج:10،ص:263
[19] المفصل،ج:10،ص:264،265
[20] تفسیر طبری،ج:5،ص:97
[21] المفصل،ج:10،ص:267
[22] صحیح المسلم،ج:5،ص:110
[23] المفصل،ج:10،ص:268
[24] المفصل،ج:10،ص:271
[25] المفصل،ج:10،ص:274
[26] علی بن ابی بکر(م593ھ)،الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی،بیروت: داراحیاء التراث العربی،سطن،2:362
[27] النسفی،عبداللہ بن احمد(م710ھ)کنزالدقائق،ج:1 ص:361،مصر: دارالبشائرالاسلامیۃ، طبع اول 1432 ھ،
[28] ابن رستہ،الاعلاق،ص:191
[29] المفصل،ج:
[30] المحبر،ص:127